# انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (کم زور افراد کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)

# Protection of Human Rights: In the Light of Sirat Tayyaba: (A Special Study of the Rights of the Less Powerful)

**Dr Majid Nawaz Malik**
*Assistant Professor, PMAS Arid Agriculture University, Rawalpindi*
**Dr. Hafiz Ghulam Anwar Panhwar Al-Azhari**
*Assistant Professor, Institute of Islamic Studies,*
*Shah Abdul Latif University, Khairpur, Sindh, Pakistan*

**Abstract**
Human rights in Islam are based on equality and respect for humanity. Before Islam, the less powerful members of society were living a life of extreme despair and suffering. With the advent of Islam, human rights were protected and moral values were promoted. The Holy Prophet ﷺ came to this world as a mercy for the universe. The prophet ﷺ defined the rights for every member of the society. The agreement in Makkah is an important milestone for protecting human rights. The holy Prophet ﷺ defined the rights of the less powerful members of the society and bestowed them with honor and respect. A fetus is a child who is still in the mother's womb, Islam gave him the right to life and inheritance. Before Islam, people used to kill their children due to the fear of hunger and poor, Islam put an end to this bad practice and explained the rights of children. Islam declared disabled people as entitled to more attention than ordinary people and gave them special rights by giving them a special position. Before Islam, domestic servants were looked down upon, Prophet Muhammad ﷺ completely changed this concept and advised them to treat them with kindness. Islam declared the elderly to be honorable and a source of blessings, whereas in today's advanced age, instead of keeping the elderly at home with dignity, they are left at the mercy of the old house. In human history, the poor, needy, and forced people were considered hateful. With the advent of the Prophet Muhammad ﷺ, these people saw a ray of hope. The Prophet Muhammad ﷺ gave them equal rights to other members of society and Sponsorship is considered a reward. Islam taught us to treat indebted with gentleness, compassion, and kindness. In the same way, the Messenger of Allah taught us to treat travelers, guests, workers, sick, and prisoners with kindness and take care of their rights. There are many practical examples of this in Sirat Tayyaba.
**Keywords:** Human rights, Humanity, less powerful, protection, Sirat Tayyaba

## 1۔ تمہید

اسلام انسانیت کی بقاء، فلاح وبہبود اور ارتقاء کے زریں وسنہری اصولوں کا امین وپاس دار ہے۔ اسلامی تعلیمات کی بنیادی روح حق کی پاس داری، انسانی معاشرے میں باہمی حقوق کا احترام وتحفظ اور اعلی اقدار کا قیام وفروغ ہے۔ انسانی حقوق عصر حاضر کا ایک اہم ترین عنوان ہے۔ اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل انسانی حقوق کو یقینی تحفظ فراہم کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر طبقہ کے حقوق متعین فرمائے۔ سیرت طیبہ میں عورتوں، یتیموں، غلاموں، محتاجوں، مسکینوں، ضعیفوں، معذوروں، بے سہاروں، مقروضوں، مسافروں، مہمانوں، بیماروں، رشتہ داروں الغرض ہر طبقہ ونوع کے حقوق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دین اسلام ایک عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے، اس لیے اسلام نے ہر شعبہ ہائے زندگی کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کی سماجی سرگرمیوں میں سے نمایاں ترین سرگرمی انسانی حقوق کے لیے جہد مسلسل ہے۔ انسانی تاریخ نے تکریم انسانیت اور حقوق انسانی کے تحفظ وبقاء کے لیے کئی دستاویزات اپنے دامن میں محفوظ کر رکھی ہیں، لیکن معاہدہ حلف الفضول سے زیادہ مختصر مگر مؤثر اور جامع دستاویز پیش کرنا ممکن نہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہونے والا معاہدہ حلف الفضول (٥٨٦ء) سرزمین عرب میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اہم سنگ میل ہے۔ اسلام میں انسانی حقوق کا تصور، بنیادی انسانی حقوق اور اس کے تعارف واہمیت پر ایک آرٹیکل بنام " انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (مزدوروں، معذوروں اور خواتین کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)" سہ ماہی مجلہ "الاعجاز" میں شائع ہو چکا ہے۔[1] اس لیے ان مباحث کی جانب التفات کیے بغیر اصل عنوان پر معروضات پیش کرتے ہیں۔

## 2۔ جنین کے حقوق

اسلام دین محبت وفطرت ہے۔ اسلام نے انسانیت کو اس قدر شرف بخشا ہے کہ رحم مادر میں بھی اس حقوق کا تحفظ فرمایا ہے حالانکہ ابھی وہ مرحلہ تخلیق کی پہلی سیڑھی پر ہے۔ اسلام نے استقرار حمل کے چار ماہ بعد رحم مادر میں موجود حمل کو ضائع کرنا انسانی قتل کے مترادف قرار دیا ہے اور انسانی جان کا قتل گناہ کبیرہ ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اگر کوئی مرد یا عورت بدکاری کرے اور وہ اس جرم کا اقرار کرے یا اس جرم پر گواہ موجود ہوں اور جرم شرعی طریقہ کے مطابق ثابت ہو جائے تو حد جاری ہوتی ہے مگر قبیلہ غامد کی عورت نے بدکاری کی اور بارگاہ رسالت مآب میں اس جرم کا اعتراف کیا اور کہا: خدا کی قسم میں حاملہ ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نفاذ حد کے لیے بچہ جنم دینے کے بعد آنا۔ جب وہ بچہ لے کر حاضر ہوئی تو آپ نے نے فرمایا: واپس لوٹ جا اور اسے دودھ پلا اور جب یہ دودھ

چھوڑ دے تو واپس آنا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لیے دیا اور حد کا نفاذ فرمایا۔[2] اسلام نے نہ صرف اسے حق حیات عطا کیا ہے بلکہ اسے میراث اور وراثت کا بھی حق دار مقرر فرمایا ہے۔ عطاء بن ابی رباح کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ سے ملک شام کی جانب کوچ کرنے سے قبل اپنی ساری جائیداد اپنی اولاد میں تقسیم کر دی۔ پھر جب حضرت سعد کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی حاملہ تھی لیکن حضرت سعد اس حوالے سے بے خبر تھے۔ وفات کے آپ کے ہاں ایک بچہ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر نے حضرت سعد کے بیٹے قیس بن سعد کو کہا کہ آپ اپنے اس نوزائیدہ بھائی کو جائیداد میں سے حصہ دیں تو اس نے کہا کہ میرے والد نے جس طرح جائیداد تقسیم کی ہے اور اس پر عمل درآمد کیا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا البتہ میں اپنا حصہ اس نوزائیدہ کو دیتا ہوں۔ ابن جریج نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ حضرت سعد نے یہ تقسیم کتاب اللہ کے مطابق کی تھی ؟ تو انہوں نے جوابا فرمایا: جی ہاں صحابہ کرام کتاب اللہ کے مطابق ہی تقسیم کرتے تھے۔[3] حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے مقام غابہ میں اپنے کھجور کے درختوں میں سے بیس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔) کھجور انہیں بطور ہبہ دینے کے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے انہیں بلا کر فرمایا: اگر تم نے کھجوریں اُتروا کر ذخیرہ کر لی ہیں تو تم ہی ان کی وارث ہو اور تمہارے ساتھ اس کے وارث دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، اس لیے متروکہ مال کو میرے بعد کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: اے ابا جان! ایک بہن تو اسماء ہے اور دوسری بہن کونسی ہے ؟ تو آپ نے فرمایا: جو میری بیوی کے رحم میں ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی ہو گی۔[4] ان روایات سے معلوم ہوا کہ اسلام نے جنین کے حقوق بھی متعین فرمائے ہیں اور اس کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔

## 3۔ بچوں کے حقوق

قبل از اسلام لوگ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل کر دیتے تھے۔ اسلام نے کبھی بھی بھوک وافلاس کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنے کی فکر کی تائید نہیں کی بلکہ اس فکر کی حوصلہ شکنی کی اور اس قبیح رسم کا خاتمہ کیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ-نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْۚ "[5]

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ-نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ-اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا"[6]

ترجمہ: اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے، بے شک ان کا قتل بہت بڑی غلطی ہے۔

اسلام نے نہ صرف بچوں کو حق زندگی بلکہ حق تربیت بھی عطا فرمایا۔ بچوں کے پیدائش کے بعد ان کی اچھی تربیت کرنا والدین کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ اور بچوں کے حقوق میں سے ایک اہم حق ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ - أَوْ صَحِبَهُمَا- إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ"[7]

جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ،» فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ"[8]

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ اُن سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔

اسلام نے بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں ذمہ داری اور مثالی مسلمان بنانا بھی والدین کی ذمہ داری میں شامل فرمایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اولاد کی تربیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ"[9]

ترجمہ: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو، جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس سال کی ہو جائے تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُسے مارو، اور (دس سال کی عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ"[10]

ترجمہ: اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ اور مستقبل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بچوں کی تربیت، تعمیر شخصیت اور کردار سازی پر بھرپور زور دیا ہے۔ اسلام نے معاشرہ کے دیگر افراد کی طرح بچوں کے حقوق کو مفصلا بیان فرمایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فرامین اور سیرت طیبہ میں اس کی نظائر کافی وشافی ہیں۔

## 4۔ معذوروں کے حقوق

اسلام نے معذور افراد کو خصوصی حیثیت دی ہے، اس لیے کہ یہ عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کے حق دار ہیں۔ اسلام چونکہ تکریم انسانیت کا دین ہے اور تکریم انسانیت کا حکم دیتا ہے، اس لیے اسلام نے مساوی بنیادوں پر

دیگر طبقات کی طرح معذوروں کو بھی بنیادی اور استثنائی حقوق عطا کیے ہیں۔ اس کا تفصیلی تذکرہ راقم الحروف کے مقالہ بعنوان "انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (مزدوروں، معذوروں اور خواتین کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)" میں موجود ہے۔[11]

## 5۔ گھریلو خادمین کے حقوق

دور جاہلیت میں میں خادموں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس تصور کو کلی طور پر بدل دیا۔ آپ ﷺ نے ہر معاشرتی اور سماجی تعلق کو تکریم انسانیت کے اصول پر مبنی قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے خادمین کے ساتھ حسن سلوک کو بیان کرتے ہوئے حضرت انس روایت کرتے ہیں:

" خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، وَلَا: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: أَلَّا صَنَعْتَ."[12]

ترجمہ: میں نے دس سال تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا، آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف نہ کہا اور نہ یہ فرمایا: تم نے یہ کام کیوں کیا اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا؟

رسول اکرم ﷺ نے خادم کی خدمت پر اسے داد تحسین دینے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ."[13]

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے، اگر اس کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھائے تو اسے ایک یا دو لقمہ دے دے، اس لیے کہ اس نے محنت کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا، فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ"[14]

ترجمہ: جب کسی کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ کھانا لائے، اور اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہو تو اسے اپنے ساتھ بٹھالے کہ وہ بھی کھائے، اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے خادم کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ:اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً"[15]

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا: عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم خادم کو کتنی بار معافی دیں۔ حضور ﷺ خاموش رہے۔ اس نے پھر وہ سوال دہرایا۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر جب تیسری بار سوال کیا تو فرمایا: اسے ہر دن میں ستر بار معافی دو۔

اسلام نے خدام کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے فرامین اور سیرت طیبہ سے یہ عملی ثبوت ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے خادمین کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت کا سلوک روا رکھا اور اس رویہ کی دوسروں کو تلقین فرمائی۔

## 6۔ عمر رسیدہ افراد کے حقوق

اسلام میں عمر رسیدہ افراد کو منفرد حیثیت اور مقام حاصل ہے۔ اسلام میں عمر رسیدہ افراد کو قابل تکریم اور باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں بہت شمار نظائر موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے عمر رسیدہ افراد کے ساتھ عزت وتکریم کا معاملہ فرمایا اور اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین کی۔ اس کا تفصیلی تذکرہ راقم الحروف کے مقالہ بعنوان " انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (مزدوروں، معذوروں اور خواتین کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)" میں موجود ہے۔[16]

## 7۔ محتاجوں اور مسکینوں کے حقوق

تاریخ انسانی میں غریب، محتاج، مسکین، مفلس اور مجبور کو ہمیشہ سے حقیر، کم تر اور قابلِ نفرت سمجھا جاتا رہا۔ زمانۂ جاہلیت میں خود عرب میں بھی ان لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا۔ غریب ہونا ایک گالی اور ایک ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا ساری زندگی ملتی رہتی، غریب اور اس کا خاندان معاشرے کے ہر صاحبِ حیثیت کا ادنیٰ غلام اور خادم سمجھا جاتا۔ یہ ظلم وستم اور قہر وجبر کے غیر انسانی رویّے درحقیقت، تاریخ انسانی کے چہرے پر بدنما داغ ہیں۔ اسلام نے اس منفی سوچ کی مذمت کی۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے غربا ومساکین کے چہرے پر خوشی اور اُمید کے آثار نمودار ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ غریبوں، یتیموں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے سراپا رحمت وشفقت بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ مساکین کی تکالیف کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے۔ اعلان نبوت سے قبل بھی آپ ان پر انتہائی رحم دل اور مہربان تھے۔ حضرت خدیجہ سے روایت ہے:

" كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ"[17]

ترجمہ: اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صلہ رحمی کرتے ہیں، کم زوروں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر غریبوں، محتاجوں اور مسکینوں کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ وہ معاشرے کے ایک باعزت شخص کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔ قرآن حکیم میں سورۃ البقرہ[18]، سورۃ النساء[19]، سورۃ بنی اسرائیل[20]، سورۃ الحاقہ[21]، سورۃ الدہر[22] اور سورۃ الضحیٰ[23] میں ان کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے معاشرے کے دیگر کمزور طبقات کی طرح یتیموں کے حقوق بھی متعین فرمائے ہیں تاکہ وہ معاشرتی اور معاشی تعطل کے بغیر ہر میدان میں مساوی حقوق حاصل کر سکیں۔ یتیم کی کفالت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"( أَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا ) وَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبابةِ وَ الْوُسْطَى"[24]

ترجمہ: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعے یہ بات بتائی۔

مسکین کی مدد کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ."[25]

ترجمہ: بیوہ اور مسکین کے لیے امدادی کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ قعنبی کو شک ہے کہ شاید امام مالک نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس شب بیدار کی طرح ہے جو کبھی سستی محسوس نہیں کرتا اور اس روزہ داری کی طرح جو کبھی روزے نہیں چھوڑتا۔

رسول اکرم ﷺ نے اسلامی معاشرے کے صاحب حیثیت افراد پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ معاشرے کے غرباء اور محروم المعیشت افراد کے معاشی استحکام کے لیے اقدامات کریں اور یہ اُن کا حق ہے۔ سورۃ المعارج[26] اور سورۃ البلد[27] میں اس کو مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، ان سے جو مر جائے اور اس پر قرض ہو جس کی ادائیگی کا ذریعہ نہ ہو، اس کی ادائیگی مجھ پر ہے اور اگر وہ مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔[28] آپ ﷺ نے غرباء، مساکین اور محتاجوں کے ساتھ نہ صرف عمدہ سلوک کا حکم فرمایا۔ بلکہ حضور ﷺ خود بھی ان لوگوں کے ساتھ

نہایت اچھا سلوک کرتے، ان کی خبر گیری کرتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت تک کھانا تناول نہ فرماتے، جب تک یہ یقین نہ کر لیتے کہ اصحابِ صفہ نے کھانا کھالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ غرباء، مساکین، محتاجوں اور یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ ان سے سختی اور تکبّر کے ساتھ بات کرنے اور درشت لہجہ اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

## 8۔ مقروضوں کے حقوق

مقروض سے ہمیشہ نرمی اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیئے۔ اسلام نے ضرورت مندوں کو قرض دینے اور بروقت ادائیگی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسی طرح تنگ دست مقروض سے شفقت و مہربانی اور نرمی سے پیش آنا بھی اسلامی تعلیمات کا روشن باب ہے۔ قرض دینے کا بنیادی مقصد (Basic Purpose) یہ ہوتا ہے کہ ضرورت مند کی معاشی گھریلو پریشانیاں ختم ہو جائیں۔ اسلام نے معاشی اور اقتصادی زندگی کو عدل اوراحسان کے اصولوں پر استوار کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کم زور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ سیرت طیبہ میں مقروض کے ساتھ درگزر، مہلت، آسانی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب اور تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللَّهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ، أَوْ يَضَعْ عنه"[29]

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اسے روز قیامت کی تکالیف سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے۔ حضرت ابوالیسر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ"[30]

ترجمہ: جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا معافی دے تو اللہ تعالی اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔

حضرات صحابہ تنگ دست اور نادار مقروضوں سے انتہائی ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ اختیار کرتے۔ دوسری طرف مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے اور اللہ تعالی نے امانتوں کا ان کے حق داروں کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا بلاوجہ قرض کی واپسی میں لیت و لعل انتہائی غیر مناسب اور غیر اخلاقی فعل ہے۔

## 9۔ مسافروں کے حقوق

اسلام نے جہاں اہل قرابت، رشتہ داروں، غریبوں، مسکینوں اور معذوروں کے حقوق بیان فرمائے ہیں، وہاں مسافروں کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں۔ چونکہ مسافر دوران سفر اپنے گھر، اہل وعیال اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے اجنبی کی طرح ہوتا ہے، اس لیے اسلام نے اس کے حقوق متعین فرمائے ہیں۔ سورۃ الروم [31] اور سورۃ

التوبہ[32] میں مسافروں کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مسافر کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے اُس کی دعا کو مستجاب قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

"ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ، لَا شَكَّ فِيهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ"[33]

ترجمہ: تین افراد کی دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ اول: مظلوم کی دعا، دوم: مسافر کی دعا، سوم: والد کی اپنے بیٹے کے خلاف دعا۔

اسی طرح مہمان کی فضیلت اور مہمان نوازی سے متعلق جو روایات موجود ہیں، اُن کا اطلاق مسافر پر بھی ہوتا ہے۔ جب آدمی سفر میں ہوتا ہے تو وہ اپنے اہل و عیال اور اپنے وطن سے دور ہوتا ہے، اس کی کوئی جان پہچان والا نہیں ہوتا، اس کے دکھ کا کوئی محرم نہیں ہوتا، اگر وہ روئے تو کوئی اس کا ایسا اپنا نہیں ہوتا جو اس کے آنسوؤں کو پونچھے، اگر وہ کسی بات پہ غمزدہ و پریشان ہے تو وہاں اسے دِلاسہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسلام نے ان حالات میں مسافر کے حقوق بیان فرما کر اُس کی ضروریات کا اہتمام وانصرام کیا۔

## 10۔ مزدوروں کے حقوق

اسلام نے مزدوروں کے حقوق کو بھی خصوصی اہمیت دی ہے اور اُن کے حقوق کی تعیین فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے تمام انسانوں کو مساوی عزت و تکریم کا حق ہے اور معاشی تفاوت انسانی مساوات کی روح کو بے اثر نہیں کر سکتا ۔اس کا تفصیلی تذکرہ راقم الحروف کے مقالہ بعنوان " انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (مزدوروں ،معذوروں اور خواتین کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)" میں موجود ہے۔[34]

## 11۔ بیماروں کے حقوق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مریض کی بیماری جوں جوں طول پکڑتی ہے، اس کی جسمانی اور ذہنی کیفیت بھی متاثر ہوتی جاتی ہے۔ قوتِ مدافعت کم زور ہو جاتی ہے۔ مزاج میں بے زاری، تلخی اور چڑچڑاپن آ جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں وہ ہمدردی، شفقت اور خصوصی توجہ کا مستحق اور حق دار ہوتا ہے۔ اسلام نے بیماروں کا بھی بڑا خیال رکھا ہے اور اُن کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ بیماروں کو مختلف دینی معاملات میں رخصت دی گئی ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ[35]، سورۃ المائدہ[36]، سورۃ الفتح[37] میں بیماروں کے حقوق اور رخصت کا ذکر موجود ہے۔ مریض جو قدرتی معذوری کے سبب معاشرے کا عضو فعال نہیں رہتا، اس امر کا مستحق ہے کہ اسے بھرپور توجہ دی جائے۔ اسلام نے مریض کو وہ حقوق عطا کئے ہیں، جو کسی دوسرے معاشرے میں نہیں دیکھے جاسکتے۔ آپ ﷺ نے افراد معاشرہ کو مریض کے معاشرتی ،نفسیاتی ،طبّی اور سماجی حقوق کے تحفظ کی تلقین فرمائی کہ نہ صرف صحت یابی کے لیے جملہ

اقدامات کیے جائیں بلکہ اس کے نفسیاتی وسماجی مورال کو بھی بلند رکھا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے مریض کی فضیلت بیان فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا:

" يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ اسْتَطْعَمْتَنِي وَلَمْ أُطْعِمْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي۔۔۔الخ

ترجمہ: ابن آدم! میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ فرمایا: وہ عرض کرے گا: پروردگار! تم نے کس طرح مجھ سے کھانا طلب کیا، میں نے تمہیں نہ کھلایا جبکہ تو پروردگار عالم ہے؟ فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے اسے کھانا نہ کھلایا؟ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو تُو اسے میرے ہاں پاتا۔ ابن آدم! میں نے تم سے پانی طلب کیا تو تم نے مجھے پانی نہ پلایا، وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تجھے کس طرح پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا، کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اسے میرے ہاں پاتے؟ ابن آدم! میں بیمار ہو گیا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ وہ کہے گا: اے رب! میں کس طرح تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اسے میرے ہاں پاتا۔" یا "مجھے اس کے ہاں پاتا۔"

مریض کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کی عیادت کی جائے۔ رسول اکرم ﷺ کو جب کسی شخص کی بیماری کا علم ہوتا تو آپ ﷺ اس کی بیمار پرسی کے لیے فوراً تشریف لے جاتے۔ آپ نے ام العلاء کی عیادت کی۔[38] رسول اکرم اس حوالے سے اپنے اور بیگانے میں فرق روا نہ رکھتے تھے اور غیر مسلموں کی عیادت کے لیے بھی تشریف لے جاتے۔ آپ جب کسی کی بیماری پرسی کے لیے جاتے تو انہیں تسلی دیتے اور علاج کی طرف توجہ دلاتے۔[39] آپ ﷺ بیماروں کو الگ تھلگ رکھنے سے منع فرماتے بلکہ بعض اوقات آپ بیمار کے ساتھ شریک ہو کر کھانا تناول فرماتے۔[40] الغرض رسول اکرم ﷺ نے بیمار کے حقوق بیان فرمائے تاکہ وہ اپنے آپ کو معاشرے سے الگ نہ سمجھے بلکہ اپنے آپ کو معاشرہ کا ایک فرد سمجھے۔

## 12۔ مہمانوں کے حقوق

مہمان نوازی، اسلام کا جز ہے۔ رسول اکرم ﷺ مہمانوں کے ساتھ انتہائی اچھا سلوک روا رکھتے تھے۔ آپ مہمانوں کو اکثر مسجد نبوی میں ٹھہراتے اور خود ان کی خدمت کرتے۔ مہمان نوازی میں آپ مسلم اور غیر

مسلم کے درمیان فرق نہیں رکھتے تھے۔ کئی کفار آپ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ نے مہمان کا حق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ،أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ"[41]

ترجمہ: حضرت ابو شریح کعبی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک رات دن تو اس کا حق ہے، تین دن تک ضیافت ہے اور اس سے آگے صدقہ ہے۔ کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دے۔

## 13۔ قیدیوں کے حقوق

اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی حکم دیا، جس کی وجہ سے بہت سارے قیدی آپ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ قرآن حکیم نے بھی قیدیوں کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔[42] رسول اکرم ﷺ نے غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آکر ایک نئی تاریخ فرمائی۔ جنگ بدر میں حضرت عباس کو قیدی بنایا گیا تو ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا، نبی اکرم ﷺ نے انہیں قمیص پہنائی۔[43] الغرض رسول اکرم ﷺ نے قیدیوں کو بھی عزت و احترام دیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تعلیم دی۔

## 14۔ خاتمہ بحث

اسلام میں انسانی حقوق کی بنیاد مساوات اور تکریم انسانیت پر ہے۔ اسلام سے قبل معاشرے کے کم زور افراد انتہائی مایوسی اور تکلیف کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسلام کی آمد سے انسانی حقوق کو تحفظ اور اخلاقی اقدار کو فروغ ملا۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی تمام کائنات کے لیے رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائی۔ رسول اکرم ﷺ نے معاشرے کے ہر فرد کے لیے حقوق متعین فرمائے۔ مکہ مکرمہ میں ہونے والا معاہدہ حلف الفضول انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اہم سنگ میل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے معاشرے کے کم زور افراد کے حقوق بیان فرمائے اور انہیں عزت و تکریم سے نوازا۔ جنین وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں موجود ہے، اسلام نے اس کو زندگی اور وراثت کا حق دیا۔ اسلام سے قبل لوگ اپنے بچوں کو مفلسی کے خوف سے قتل کر دیتے تھے، اسلام نے اس بُری رسم کا خاتمہ کیا اور بچوں کے حقوق بیان فرمائے۔ اسلام نے معذور افراد کو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کا حق دار قرار

دیا اور انہیں خصوصی مقام دیتے ہوئے خصوصی حقوق عطا کیے۔ اسلام سے قبل گھریلو خادمین کو حقیر سمجھا جاتا تھا، رسول اکرم ﷺ نے اس تصور کو بالکل تبدیل کر دیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین کی۔ اسلام نے عمر رسیدہ افراد کو قابل تکریم اور باعث برکت قرار دیا، جب کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں عمر رسیدہ افراد کو گھر میں عزت کے ساتھ رکھنے کی بجائے انہیں اولڈ ہاؤس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تاریخ انسانی میں غریب، محتاج اور مجبور افراد کو قابل نفرت سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے ان افراد کو اُمید کی کرن نظر آئی۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں معاشرے کے دیگر افراد کے مساوی حقوق عطا کیے اور ان کی کفالت کو باعث ثواب قرار دیا۔ اسلام نے مقروض کے ساتھ نرمی و شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تعلیم دی۔ رسول اکرم ﷺ نے مقروض کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے مسافروں، مہمانوں، مزدوروں، بیماروں اور قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کی تعلیم دی اور سیرت طیبہ میں اس کے کثیر عملی نظائر موجود ہیں۔

## کتابیات


1. القرآن الکریم
2. ابو داؤد، السنن، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، ط: اول ۱۴۳۰ھ۔
3. ابن ماجہ، السنن، دار الرسالۃ العالمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۳۰ھ
4. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر، دمشق، ط: پنجم ۱۴۱۴ھ۔
5. بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۲۱ھ۔
6. ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ط: اول ۱۹۹۶۔
7. عبد الرزاق، المصنف، دار التاصیل، ط: دوم ۱۴۳۸ھ
8. مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دار الطباعۃ العامرۃ، ترکی، ط: ۱۳۳۴ھ۔

## حواشی

[1] ماجد نواز ملک، ڈاکٹر نگہت اکرم، الاعجاز ریسرچ جرنل، ج۸، ش۳، (۲۰۲۴)، ص۱۷۔۳۵
http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/692

[2] مسلم، الجامع الصحیح، ج۳، ص۱۳۲۳۔۱۳۲۴، حدیث:۱۶۹۵

[3] عبد الرزاق، المصنف، ج۹، ص۹۹

[4] بیہقی، السنن الکبری، ج۶، ص۱۶۹، حدیث:۱۱۷۲۸

[5] الانعام:۱۵۱

[6] بنی اسرائیل:۳۱

[7] ابن ماجہ، السنن، ج۲، ص۱۲۱۰، حدیث:۳۶۷۰

[8] ترمذی، السنن، ج۴، ص۳۱۸، حدیث:۱۹۱۲

[9] ابو داؤد، السنن، ج۱، ص۱۳۳، حدیث:۴۹۵

[10] ابن ماجہ، السنن، ج۲، ص۱۲۱۱، حدیث:۳۶۷۱

[11] ماجد نواز ملک، ڈاکٹر نگہت اکرم، الاعجاز ریسرچ جرنل، ج۸، ش۳، (۲۰۲۴)، ص۱۷۔۳۵
http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/692

[12] بخاری، الجامع الصحیح، ج۵، ص۲۲۴۵، حدیث:۵۶۹۱

[13] بخاری، الجامع الصحیح، ج۲، ص۹۰۲، حدیث:۲۴۱۸

[14] مسلم، الجامع الصحیح، ج۳، ص۱۲۸۴، حدیث:۱۶۶۳

[15] ابو داؤد، السنن، ج۴، ص۳۴۱، حدیث:۵۱۶۴

[16] ماجد نواز ملک، ڈاکٹر نگہت اکرم، الاعجاز ریسرچ جرنل، ج۸، ش۳، (۲۰۲۴)، ص۱۷۔۳۵
http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/692

[17] بخاری، الجامع الصحیح، ج۱، ص۴، حدیث:۳

[18] البقرہ:۲۱۵

[19] النساء:۸

النساء:۳۶

[20] بنی اسرائیل:۲۶

[21] الحاقہ:۳۳۔۳۵

[22] الدہر:۸

[23] الضحی:۹۔۱۰

[24] بخاری، الجامع الصحیح، ج۵، ص۲۲۳۷، حدیث:۵۶۵۹

[25] ترمذی، الجامع الصحیح، ج۴، ص۳۴۶، حدیث:۱۹۶۹

[26] المعارج:۲۴۔۲۵

[27] البلد:۱۱۔۱۶

[28] بخاری، الجامع الصحیح، ج۶، ص۲۴۷، حدیث:۶۳۵۰

[29] مسلم، الجامع الصحیح، ج۳، ص۱۱۹۶، حدیث:۱۵۶۳

[30] مسلم، الجامع الصحیح، ج۴، ص۲۳۰۲، حدیث:۳۰۰۶

[31] الروم:۳۸

[32] التوبہ:۶۰

[33] ابن ماجہ، السنن، ج۲، ص۱۳۷۰، حدیث ۳۸۶۲

[34] ماجد نواز ملک، ڈاکٹر نگہت اکرم، الاعجاز ریسرچ جرنل، ج۸، ش۳، (۲۰۲۴)، ص۱۷۔۳۵
http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/692

[35] البقرہ:۱۸۴

البقرہ:۱۹۶

[36] المائدہ:۶

[37] الفتح:۱۷

[38] ابوداؤد، السنن، ج۳، ص۱۸۴، حدیث:۳۰۹۲

[39] ابوداؤد، السنن، ج۳، ص۱۸۵، حدیث:۳۰۹۵

[40] ترمذی، السنن، ج۴، ص۲۶۶، حدیث:۱۸۱۷

[41] بخاری، الجامع الصحیح، ج۵، ص۲۲۷۲، حدیث:۵۷۸۴

[42] الدھر:۸۔۹

[43] بخاری، الجامع الصحیح، ج۳، ص۱۰۹۵، حدیث:۴۸۴۶